ناموسِ مصطفیٰ ﷺ

اور آپ کی

نصرت وتائید

اعداد

فضیلۃ الشیخ یوسف بن حسن الحمادی حفظہ اللہ

ترجمہ

الطاف الرحمٰن ابو الکلام سلفی

مراجعہ

ڈاکٹر عبد الحمید ظفر الحسن

صوبائی جمعیت أہل حدیث ممبئی

ناموسِ مصطفیٰ ﷺ

اور آپ کی

نصرت وتائید

اعداد

فضیلۃ الشیخ یوسف بن حسن الحمادی حفظہ اللہ

ترجمہ

الطاف الرحمن ابو الکلام سلفی

مراجعہ

ڈاکٹر عبدالحمید ظفر الحسن

صوبائی جمعیت أہل حدیث ممبئی

نام کتاب	:	ناموس مصطفیٰ ﷺ اور آپ کی نصرت وتائید
اعداد	:	فضیلۃ الشیخ یوسف بن حسن الحمادی حفظہ اللہ
مترجم	:	الطاف الرحمن ابوالکلام سلفیؔ
مراجعہ	:	ڈاکٹر عبدالحمید ظفر الحسن
اشاعت	:	جمادی الاولیٰ 1442ھ، جنوری 2021م
صفحات	:	24
ایڈیشن	:	اول
تعداد	:	۵/ہزار
قیمت	:	
ناشر	:	صوبائی جمعیت اہل حدیث ممبئی

ملنے کے پتے:

- دفتر صوبائی جمعیت اہل حدیث، ممبئی:

14-15، چونا والا کمپاؤنڈ، مقابل کرلا بس ڈپو، ایل بی ایس مارگ، کرلا (ویسٹ) ممبئی-400070۔فون:022-26520077

- جمعیت اہل حدیث ٹرسٹ، بھیونڈی:226526 / 225071

- مرکز الدعوۃ الاسلامیۃ والخیریۃ:

بیت السلام کمپلیکس، نزد المدینۃ انگلش اسکول، مہاڈ ناکہ کھیڈ، ضلع: رتناگری-415709،
فون:02356-264455

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

الحمدللّٰہ رب العالمين، وأشهد أن لا إله الا الله وحده لاشريک له، وأشهد أن محمداً عبده ورسوله، أما بعد:

محترم قارئین! ہم پر اللہ رب العالمین کا بے پایاں انعام واکرام ہے، اگر انہیں ہم شمار کرنا چاہیں تو شمار بھی نہیں کر سکتے۔ فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿وَإِن تَعُدُّوا نِعۡمَتَ اللَّهِ لَا تُحۡصُوهَا﴾ [إبراهيم: ٣٤] اگر تم اللہ کے احسان گننا چاہو تو انہیں پورے گن بھی نہیں سکتے۔

ہمیں جو بھی نعمت ملتی ہے، اور جو بھی احسان ہم پر ہوتا ہے وہ سب اللہ سبحانہ وتعالیٰ کے عظیم فضل وانعام کے سبب ہی نصیب ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَمَا بِكُم مِّن نِّعۡمَةٍ فَمِنَ اللَّهِ﴾ [النحل: ٥٣] تمہارے پاس جتنی بھی نعمتیں ہیں سب اسی کی دی ہوئی ہیں۔

اللہ تعالیٰ کے انہیں عظیم نعمتوں میں سے ایک نعمت: نعمتِ ہدایت ہے، یعنی وہ ہدایت جو اللہ تعالیٰ نے بارادۂ خیر ہمیں اپنے محبوب ترین دین کی صورت میں عطا فرمائی ہے، اور وہ ہے دین اسلام کی ہدایت۔

اللہ کی قسم! یہی دین اسلام ہی طریق فلاح اور علامتِ نجات ہے، چنانچہ اس سلسلہ میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اِن الفاظ میں گواہی دی ہے: ”قَدْ أَفْلَحَ مَنْ هُدِيَ إلى الإسْلامِ“[1]۔

---

① سنن ابن ماجہ: ٤١٣٨، مزید دیکھئے: سلسلۃ الأحادیث الصحیحۃ للألبانی: ١٥٠٦۔

یقیناوہ شخص کامیاب ہوگیا جسے نعمتِ اسلام کی ہدایت نصیب ہوگئی۔

محترم قارئین! دین اسلام کی تبلیغ وترویج بتقاضۂ حکمت الٰہی ہمارے پیارے نبی خاتم الأنبیاء ﷺ کے ہاتھوں انجام پائی، اللہ تعالیٰ نے اس دین کے ذریعہ تمام ادیان ومذاہب کو منسوخ کردیا۔

اور چونکہ ہمارے نبی محمد ﷺ قدرومنزلت میں تمام انبیاء سے اعلی اور بلند مقام پر فائز ہیں، لہٰذا دنیا میں آپ ﷺ کی آمد اللہ کی طرف سے بندوں کے لئے سب سے افضل نعمت اور عظیم احسان قرار پائی، اللہ تعالیٰ نے آپ کو تمام انس وجن کی طرف بڑے مبارک اور اہم مقصد کے لئے مبعوث فرمایا۔

فرمان باری تعالیٰ ہے: ﴿لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ يَتْلُو عَلَيْهِمْ آيَاتِهِ وَيُزَكِّيهِمْ وَيُعَلِّمُهُمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ وَإِن كَانُوا مِن قَبْلُ لَفِي ضَلَالٍ مُّبِينٍ﴾ [آل عمران: ۱۶۴] بے شک مسلمانوں پر اللہ تعالیٰ کا بڑا احسان ہے کہ ان ہی میں سے ایک رسول ان میں بھیجا، جو انہیں اس کی آیتیں پڑھ کر سناتا ہے اور انہیں پاک کرتا ہے اور انہیں کتاب اور حکمت سکھاتا ہے، یقیناً یہ سب اس سے پہلے کھلی گمراہی میں تھے۔

جی ہاں! دین اسلام سے قبل لوگ بے شمار گمراہیوں میں ملوث تھے، خواہ وہ اعتقاد وعبادات اور اخلاق کی گمراہی ہو، یا شرک باللہ اور جمادات کی عبادت وپرستش کی گمراہی ہو، قطع ارحام (رشتہ داری توڑنے)، خون خرابہ کی گمراہی ہو، یا

عزتوں سے کھلواڑ کرنے اور ظلماً لوگوں کا مال ہڑپ لینے کی گمراہی، وہ ہر طرح کی گمراہی میں ڈوبے ہوئے تھے، بڑا چھوٹوں پر رُعب و برتری کا مظاہرہ کرتا، طاقتور کمزوروں کو کھا جاتا اور مالدار فقیروں کو۔ پھر جیسے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نبی بنا کر مبعوث ہوئے اور اس انتہائی تاریک ماحول میں توحید کی روشنی پھیلانی شروع کی، تو شرک کے تاریک بادل رفتہ رفتہ چھٹ کر زائل ہو گئے، سنت کو غلبہ نصیب ہوا، ہر طرف خیر عام ہو گیا، اور شر کے تمام دروازے بند ہو گئے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خیر کا کوئی ایسا کام نہیں چھوڑا جسے امت کو بتایا نہ ہو، اور نہ ہی شر کا کوئی ایسا کام چھوڑا جس سے امت کو آگاہ نہ کیا ہو۔

عمرو بن عبسہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ میں زمانۂ جاہلیت میں خیال کرتا تھا کہ لوگ گمراہی میں مبتلا ہیں اور وہ کسی دین پر نہیں ہیں اور بتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ پھر میں نے ایک آدمی کے بارے میں سنا کہ وہ مکہ میں کچھ خبریں بیان کرتا ہے۔ چنانچہ میں اپنی سواری پر بیٹھا اور اس شخص کے پاس (مکہ) آیا تو دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم چھپ کر اپنا دعوتی کام کر رہے ہیں اور آپ کی قوم آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف دلیر اور جری ہے۔ بہرحال میں نے نرمی سے کام لیتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے ملنے کی تدبیر کی یہاں تک کہ میں مکے میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس پہنچ گیا۔ میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا: آپ کون ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جواب دیا: میں نبی ہوں۔ میں نے کہا: نبی کون ہوتا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: (جسے اللہ اپنے احکام دے کر بھیجے اور) مجھے اللہ نے

بھیجا ہے۔ میں نے دریافت کیا: آپ کو اللہ نے کس چیز کے ساتھ بھیجا ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: ”أَرْسَلَنِي بِصِلَةِ الْأَرْحَامِ وَكَسْرِ الْأَوْثَانِ وَأَنْ يُوَحَّدَ اللَّهُ لَا يُشْرَكُ بِهِ شَيْءٌ“ اس نے مجھے صلہ رحمی کا حکم دینے، بتوں کو توڑنے اور اس بات کا پیغام دے کر بھیجا ہے کہ ایک اللہ کی عبادت کی جائے، اس کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ ٹھہرایا جائے[1]۔

آہ! - آپ ﷺ پر میرے رب کی رحمت وسلامتی ہو- آپ نے ہم تک خیر کو پہونچانے میں کوئی کسر نہ چھوڑی، اس راہ میں کس قدر آپ نے داخلی اور خارجی دشواریوں کا سامنا کیا، کتنی مشقتیں برداشت کی، دن ورات اور سالوں اس طرح کی سختیوں پر کتنا صبر کا مظاہرہ فرمایا۔ حتی کہ آپ ﷺ خود فرماتے ہیں:

”لَقَدْ أُخِفْتُ فِي اللَّهِ وَمَا يُخَافُ أَحَدٌ وَلَقَدْ أُوذِيتُ فِي اللَّهِ وَمَا يُؤْذَى أَحَدٌ وَلَقَدْ أَتَتْ عَلَيَّ ثَلَاثُونَ مِنْ بَيْنِ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَمَا لِي وَلِبِلَالٍ طَعَامٌ يَأْكُلُهُ ذُو كَبِدٍ إِلَّا شَيْءٌ يُوَارِيهِ إِبْطُ بِلَالٍ“[2]۔

مجھے اللہ کی راہ میں ایسا ڈرایا گیا کہ اس طرح کسی کو نہیں ڈرایا گیا اور اللہ کی راہ میں مجھے ایسی تکلیفیں پہنچائی گئیں کہ اس طرح کسی کو نہیں پہنچائی گئیں، مجھ پر

① صحیح مسلم: ۸۳۲۔

② سنن الترمذی: ۲۴۷۲، علامہ البانی نے ”صحیح الترغیب والترھیب: ۳۲۸۱“ میں صحیح قرار دیا ہے۔

مسلسل تیس دن ورات گزر جاتے اور میرے اور بلال کے لیے کوئی کھانا نہیں ہوتا کہ جسے کوئی جان والا کھائے سوائے تھوڑی سی چیز کے جسے بلال اپنی بغل میں چھپا لیتے تھے۔

یعنی ہمارے پاس اس مقدارِ قلیل کے سوا کھانے کی کوئی چیز نہیں ہوتی جسے بلال رضی اللہ عنہ اپنے بغل میں دبائے ہوتے۔

دینی بھائیو! سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو گھاٹیوں میں محصور کیا گیا، آپ کو جنون سے متصف کیا گیا، کہانت سے متہم کیا گیا، آپ جیسی مبارک ہستی کا مزاق اڑایا گیا، گھر میں قید کر دیا گیا، بارہا آپ کے قتل کی سازش کی گئی، آپ کے خلاف ہتھیار اٹھایا گیا، آپ کو اپنی مبارک دعوت سے روکنے کی ہر ممکن کوشش کی گئی، بحالتِ سجدہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پیٹھ پر اونٹ کی اوجھڑی رکھ دی گئی، اسی پر بس نہیں ہوا بلکہ آپ کو کھانے پر مدعو کر کے زہر آلود کھانا پیش کیا گیا، وطن عزیز مکہ مکرمہ سے نکالا گیا، حتی کہ تکلیف دینے کا معاملہ یہاں تک پہونچا کہ منافقوں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پاکدامن چہیتی بیوی عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا پر تہمت تک لگا ڈالی، اس کے علاوہ بہت ساری تکلیفیں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دعوت الی اللہ اور لوگوں کو گمراہی سے نکال کر صراط مستقیم پر لانے میں برداشت کرنی پڑی، اور یہ سب مشکلات آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے صبر واحتساب کے ساتھ برداشت کرلیا۔

ربیعہ بن عباد رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: ''میں نے ابولہب کو بازارِ عکاظ میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا پیچھا کرتے دیکھا، وہ لوگوں سے کہتا پھرتا کہ: لوگو! یہ آدمی گمراہ ہوگیا

ہے، سو ہوشیار رہنا کہیں یہ تمہیں تمہارے آباء واجداد کے معبود سے بہکا نہ دے“[1]۔

جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں: رسول اللہ ﷺ مکہ میں دس سال عکاظ ومجنہ کے لوگوں کا ان کے گھروں تک پیچھا کرتے رہے، اور حج کے ایام میں منی جا کر لوگوں سے کہتے کہ: کون ہے جو مجھے پناہ دے گا، اور کون ہے جو میری مدد کرے گا تاکہ میں اپنے رب کے رسالت و پیغام کو لوگوں تک پہونچا سکوں، اس کے بدلے اسے جنت کی بشارت ہے۔ حتی کہ ایک آدمی یمن یا مضر سے آتا تو آپ ﷺ کی قوم اس کے پاس آ کر کہتی: جناب! ذرا اس قریشی جوان سے بچ کر رہنا، کہیں وہ تمہیں فتنہ میں نہ ڈال دے۔ آپ ﷺ ان کے درمیان چل رہے ہوتے تو وہ آپ کی طرف انگلیوں کے اشارے سے تنبیہ کرتے[2]۔

عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے وہ کہتے ہیں میں نے عمرو بن العاص رضی اللہ عنہما سے پوچھا کہ ہمیں یہ بتائیے کہ مشرکوں نے نبی ﷺ کو سب سے شدید تکلیف کونسی دی؟ تو انہوں نے بیان کیا کہ نبی ﷺ ایک دفعہ حطیمِ کعبہ میں نماز پڑھ رہے تھے۔ اس دوران عقبہ بن ابی معیط آیا اور اس نے اپنا کپڑا آپ کی گردن میں ڈال کر بہت زور سے آپ کا گلا گھونٹا۔ اتنے میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے سامنے سے آ کر اس کے دونوں شانے پکڑ لیے اور اسے

---

① مسند أحمد: ١٦٠٢٠، اس کی سند صحیح ہے۔

② مسند أحمد: ١٤٤٥٦، علامہ البانی نے الصحیحۃ: ٦٣' میں اس کی سند کو صحیح قرار دیا ہے۔

پیچھے دھکیل کر نبی ﷺ سے ہٹا دیا اور کہا: کیا تم ایسے شخص کو قتل کرنا چاہتے ہو جو کہتا ہے کہ میرا رب اللہ ہے[1]۔

محترم قارئین! ہمارے نبی ﷺ کے خلاف دشمنوں کی تیر اندازی کا یہ سلسلہ جو کفار مکہ سے شروع ہوا تھا آج تک جاری ہے، بلکہ روز بروز کچھ بڑھتا ہی جا رہا ہے۔

آپ ﷺ کی شان میں گستاخی، طعن وتشنیع، اور بے ادبی کے کلمات کہنا یہ کفار ومشرکین کی قدیم سنت رہی ہے، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿لَتُبۡلَوُنَّ فِيٓ أَمۡوَٰلِكُمۡ وَأَنفُسِكُمۡ وَلَتَسۡمَعُنَّ مِنَ ٱلَّذِينَ أُوتُواْ ٱلۡكِتَٰبَ مِن قَبۡلِكُمۡ وَمِنَ ٱلَّذِينَ أَشۡرَكُوٓاْ أَذٗى كَثِيرٗاۚ وَإِن تَصۡبِرُواْ وَتَتَّقُواْ فَإِنَّ ذَٰلِكَ مِنۡ عَزۡمِ ٱلۡأُمُورِ﴾ [آل عمران: ۱۸۶] یقیناً تمہارے مالوں اور جانوں سے تمہاری آزمائش کی جائے گی اور یہ بھی یقین ہے کہ تمہیں ان لوگوں کی جو تم سے پہلے کتاب دیئے گئے اور مشرکوں کی بہت سی دکھ دینے والی باتیں بھی سننی پڑیں گی اور اگر تم صبر کرلو اور پرہیزگاری اختیار کرو تو یقیناً یہ بہت بڑی ہمت کا کام ہے۔

قارئین! بلا شبہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں کی گئی گستاخی اور اسے مختلف میڈیائی وسائل کے ذریعہ عام کیا جانا ہر مومن کے دل کو ٹھیس پہونچاتا ہے، دل کو مبتلائے تکلیف اور غمگین کر دیتا ہے، اور دماغ کو بری طرح ڈسٹرب کرنے کا باعث ہے۔

---

① صحیح البخاری: ۳۸۵۶۔

امام ابن القیم رحمہ اللہ کہتے ہیں: ”ولا ريب أنّ المُحارَبَةَ بِسَبِّ نَبِيِّنا أعْظَمُ أذِيَّةً ونِكايَةً لَنا مِنَ المُحارَبَةِ بِاليَدِ“۔ بلا شبہ شانِ رسول میں گستاخی کے ذریعہ چھیڑی جانے والی لڑائی ہمارے لئے میدانِ جنگ کی لڑائی سے زیادہ اذیت ناک ہے“①۔

یقیناً کافروں کی طرف سے متواتر کئے جارہے یہ حملے؛ نبی ﷺ اور مسلمانوں کے خلاف ان کے دلوں میں چھپے بغض ونفرت اور دشمنی کی عکاسی کرتے نظر آتے ہیں۔

فرمان باری ہے: ﴿قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَاءُ مِنْ أَفْوَاهِهِمْ وَمَا تُخْفِي صُدُورُهُمْ أَكْبَرُ﴾ [آل عمران:۱۱۸] ان کی عداوت تو خود ان کی زبان سے بھی ظاہر ہو چکی ہے اور جو ان کے سینوں میں پوشیدہ ہے وہ بہت زیادہ ہے۔

اور معلوم رہے کہ یہ دشمن صرف اسی پر بس کرکے بیٹھنے والے نہیں، ان کا ٹارگیٹ تو اس سے اور آگے کا ہے، ان کا حقیقی ہدف وہی ہے جس سے اللہ رب العالمین نے ہمیں بہت پہلے باخبر کردیا ہے: ﴿وَلَن تَرْضَىٰ عَنكَ الْيَهُودُ وَلَا النَّصَارَىٰ حَتَّىٰ تَتَّبِعَ مِلَّتَهُمْ﴾ [البقرۃ:۱۲۰] آپ سے یہود ونصاریٰ ہرگز راضی نہیں ہوں گے جب تک کہ آپ ان کے مذہب کے تابع نہ بن جائیں۔

اور فرمایا: ﴿وَدَّ كَثِيرٌ مِّنْ أَهْلِ الْكِتَابِ لَوْ يَرُدُّونَكُم مِّن بَعْدِ إِيمَانِكُمْ كُفَّارًا حَسَدًا مِّنْ عِندِ أَنفُسِهِم مِّن بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُمُ الْحَقُّ﴾ [البقرۃ:۱۰۹] ان اہل کتاب کے اکثر لوگ باوجود حق واضح ہوجانے

① زاد المعاد: ۳/۳۸۷۔

کے محض حسد وبغض کی بنا پر تمہیں بھی ایمان سے ہٹا دینا چاہتے ہیں۔

ایک جگہ اور فرمایا: ﴿يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ﴾ [الصف:٨] وہ چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور کو اپنے منھ سے بجھادیں اور اللہ اپنے نور کو کمال تک پہنچانے والا ہے گو کافر برا مانیں۔

یہ ہمارے رب کا بالکل کھلا ہوا بیان ہے، جس میں بصراحت اس بات کی وضاحت ہے کہ ان کا اصل ہدف یہ ہے کہ مسلمانوں کو ان کے دین سے نکال باہر کیا جائے۔

خیر اللہ کی بھی ایک سنت ہے کہ وہ ہر اس شخص کو جو نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کا ارتکاب کرے، یا آپ کا استہزا ومذاق اڑائے، اپنے نبی کی خاطر اس سے ضرور انتقام لے گا، اور اسے رسوا کرکے ہر ایک کے لئے نشانِ عبرت بنادے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَالَّذِينَ يُؤْذُونَ رَسُولَ اللَّهِ لَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ﴾ [التوبة:٦١] رسول اللہ (ﷺ) کو جو لوگ ایذا دیتے ہیں ان کے لئے دکھ کی مار ہے۔

اور فرمایا: ﴿إِنَّ الَّذِينَ يُؤْذُونَ اللَّهَ وَرَسُولَهُ لَعَنَهُمُ اللَّهُ فِي الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ وَأَعَدَّ لَهُمْ عَذَابًا مُّهِينًا﴾ [الأحزاب:٥٧] جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو ایذا دیتے ہیں ان پر دنیا اور آخرت میں اللہ کی پھٹکار ہے اور ان کے لئے نہایت رسوا کن عذاب ہے۔

نیز فرمایا: ﴿إِنَّا كَفَيْنَاكَ الْمُسْتَهْزِئِينَ﴾ [الحجر: ۹۵] آپ سے جو لوگ مسخرا پن کرتے ہیں ان کی سزا کے لیے ہم کافی ہیں۔

ایک اور جگہ فرمایا: ﴿إِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْأَبْتَرُ﴾ [الکوثر: ۳] یقیناً تیرا دشمن ہی لاوارث اور بے نام ونشان ہے۔

''سو یہ اللہ کا وعدہ ہے کہ مذاق اڑانے والے آپ کا نہ کچھ بگاڑ سکے اور نہ ہی کچھ بگاڑ سکیں گے، اللہ تعالیٰ آپ کو لوگوں کے شر سے محفوظ رکھنے کے لئے کافی ہے، استہزاء کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے جو عذاب مناسب سمجھا انہیں اس سے دو چار کیا، جس کسی نے بھی رسول اللہ ﷺ کا اور آپ کی لائی ہوئی شریعت کا استہزاء کیا اسے اللہ تعالیٰ نے بدترین انجام کو پہونچا دیا''[1]۔

اس بات کی تائید درج ذیل احادیث سے بھی ہوتی ہے:

ابوھریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''أَلَا تَعْجَبُونَ كَيْفَ يَصْرِفُ اللَّهُ عَنِّي شَتْمَ قُرَيْشٍ وَلَعْنَهُمْ: يَشْتِمُونَ مُذَمَّمًا وَيَلْعَنُونَ مُذَمَّمًا وَأَنَا مُحَمَّدٌ''[2]۔

کیا تم تعجب نہیں کرتے کہ اللہ تعالیٰ قریش کی گالیوں اور ان کے لعن وطعن کو مجھ سے کیسے دور کرتا ہے؟ وہ مذمم کو گالیاں دیتے اور مذمم پر لعنت کرتے ہیں جبکہ میں تو محمد ہوں (ﷺ)[3]۔

---

① تیسیر الکریم الرحمن للسعدی: ۴۳۵۔ ② صحیح البخاری: ۳۵۳۳۔

③ عرب کے کافر دشمنی میں آپ کو محمد (ﷺ) نہ کہتے، بلکہ اس کے برخلاف مذمم نام سے آپ کو پکارتے یعنی مذمت کیا ہوا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ مذمم تو میرا نام ہی نہیں، جو مذمم ہوگا اسی پر ان کی گالیاں پڑیں گی۔ [مترجم]

نیز ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ہی روایت ہے وہ کہتے ہیں کہ:

ابو جہل نے کہا: کیا محمد تم لوگوں کے سامنے اپنا چہرہ زمین پر رکھتے ہیں، یعنی سجدہ کرتے ہیں؟ (ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) کہا: جواب دیا گیا: ہاں! چنانچہ اس نے کہا: لات اور عزیٰ کی قسم! اگر میں نے ان کو ایسا کرتے ہوئے دیکھ لیا تو میں ان کی گردن کو روند دوں گا یا ان کے چہرے کو مٹی میں ملا دوں گا (العیاذ باللہ!) کہا: پھر جب رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے وہ آپ کے پاس آیا اور یہ ارادہ کیا کہ آپ کی گردن مبارک کو روندے (ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) کہا: تو وہ اچانک ایڑیوں کے بل پلٹتا ہوا اور اپنے دونوں ہاتھوں (کو آگے کر کے ان) سے اپنا بچاؤ کرتا ہوا نظر آیا۔ (ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے) کہا: اس سے پوچھا گیا کہ تمھیں کیا ہوا؟ اس نے کہا: میرے اور اس کے درمیان آگ کی ایک خندق اور سخت ہول پیدا کرنے والی مخلوق اور بہت سے پر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ”لَوْ دَنَا مِنِّي لَاخْتَطَفَتْهُ الْمَلَائِكَةُ عُضْوًا عُضْوًا“ اگر وہ میرے قریب آتا تو فرشتے اس کے ایک ایک عضو کو اچک لیتے ①۔

اور انس رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ: ایک نصرانی (عیسائی) شخص نے مسلمان ہو کر سورہ بقرہ اور سورہ آل عمران پڑھ لی۔ پھر نبی ﷺ کے لیے وحی کی کتابت کرنے لگا۔ اس کے بعد وہ پھر نصرانی ہو گیا اور کہنے لگا: محمد (ﷺ) تو

① صحیح مسلم: ۲۷۹۷۔

صرف اُتنا جانتے ہیں جو میں ان کے لیے لکھ دیا کرتا تھا، چنانچہ اللہ نے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا، اور لوگوں نے اسے دفن کر دیا۔ جب صبح ہوئی تو دیکھا گیا کہ زمین نے اس کی لاش باہر پھینک دی ہے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھیوں کا کام ہے، کیونکہ یہ ان کے پاس سے بھاگ آیا تھا، اس لیے ہمارے ساتھی کی قبر انہوں نے کھود ڈالی ہے۔ پھر انھوں نے اسے قبر میں رکھ کر بہت گہرائی میں دفن کر دیا مگر صبح کو زمین نے اس کی لاش پھر باہر پھینک دی۔ اس پر لوگوں نے یہی کہا کہ یہ تو محمد (ﷺ) اور اس کے ساتھیوں کا فعل ہے۔ انھوں نے ہمارے ساتھی کی قبر اکھاڑی ہے کیونکہ وہ ان کے پاس سے بھاگ آیا تھا۔ انھوں نے اس کی قبر پھر اور زیادہ گہری کھود دی جتنا کہ ان کے بس میں تھا، لیکن صبح کے وقت اس کی لاش پھر زمین نے باہر پھینک دی۔ تب لوگوں نے یقین کیا کہ یہ آدمیوں کی طرف سے نہیں بلکہ اللہ کی طرف سے ہے، لہٰذا انھوں نے اس کو اسی طرح پھینک دیا[1]۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

”اس ملعون شخص نے نبی ﷺ پر یہ افترا پردازی کی تھی کہ آپ صرف وہی جانتے ہیں جو ان کے لئے لکھ دیا جاتا ہے، چنانچہ اللہ نے اسے ہلاک کر کے رسوا کر دیا، اسے بار بار دفن کے باوجود قبر نے نکال باہر کیا، یہ عادت کے برخلاف معاملہ تھا، جس میں اس بات کی دلیل ہے کہ یہ نبی ﷺ پر اس کے

① صحیح البخاری: ۳۶۱۷ واللفظ لہ، صحیح مسلم: ۲۷۸۱۔

افتراء پردازی کی سزا تھی، اور وہ اپنی بات میں جھوٹا تھا‘‘[1]۔

یہ سنت الٰہیہ ہے جو باذنِ اللہ کسی زمانہ میں مختلف نہیں ہوا کرتی۔

ایک عبرتناک حادثہ : آٹھویں صدی ھجری میں ایک عجیب وغریب حادثہ پیش آیا، امام ابن حجر رحمہ اللہ نقل کرتے ہیں کہ ایک منگول امیر نے نصرانیت قبول کرلی، چنانچہ اس کے استقبال میں نصاری اور منگول کے بڑے لوگوں کی ایک جماعت حاضر ہوئی، دوران مجلس ان میں سے کسی نے نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کی، وہاں ایک شکاری کتا بندھا ہوا تھا، وہ جب بکثرت گستاخیوں پر گستاخیاں کرتا رہا تو کتا اس پر ٹوٹ پڑا، اور اسے نوچ کر بری طرح زخمی کردیا، لوگ اسے کسی طرح کتے سے بچانے میں کامیاب ہوئے، تو حاضرین میں سے کسی نے کہا: شاید تمہارا یہ انجام محمد –ﷺ– کی گستاخی کے سبب ہوا ہے، اس نے کہا نہیں ایسی کوئی بات نہیں، دراصل معاملہ یہ ہے یہ کتا عزیز النفس (خود دار ہے) اس نے مجھے ہاتھوں سے اشارہ کرتے دیکھ کر سمجھ لیا ہوگا کہ میں اسے مارنے کی دھمکی دے رہا ہوں، اس لئے وہ مجھ پر ٹوٹ پڑا، خیر پھر وہ آدمی اپنی جگہ آبیٹھا اور دوبارہ لمبی چوڑی ہانکنے لگا (آپ ﷺ پر طعن وتشنیع کرنے لگا)، کتا دوبارہ اس پر ٹوٹ پڑا اور گلا دبوچ لیا، جس سے وہ وہیں فوراً مرگیا۔

کہتے ہیں کہ اس حادثہ کے سبب چالیس ہزار منگول مسلمان ہوگئے[2]۔

---

① الصارم المسلول علی شاتم الرسول لابن تیمیہ: ۲/ ۲۳۳۔

② الدرر الکامنۃ فی أعیان المائۃ الثامنۃ: ۳/ ۲۰۲۔

اس دردناک حادثہ میں عبرت کی چند ایسی باتیں ہیں جنہیں ایک مسلمان کو اچھی طرح سمجھ لینا چاہیئے:

پہلی بات: اسلام کا مستقبل بالکل روشن ہے، اور بالآخر کامیابی مسلمانوں کو ہی نصیب ہوگی، اس حادثہ کے سبب ان جیسے منگولوں کا قبول اسلام اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ ہمارے دین؛ دینِ اسلام میں ایسی خاص تاثیر ہے کہ شانِ رسول میں بے ادبی کرنے والے علاقہ میں بھی اپنا اثر دکھاجاتا ہے، دین اسلام میں ایسی قوت ہے جو دلوں میں گھر بنالیتا ہے، یہی وجہ ہے کہ مغربی ممالک کے بہت سے افراد اس دین کے متعلق استفسار کرتے ہیں، اس کے متعلق لکھی گئی کتابوں کا شوق سے مطالعہ کرتے ہیں، نبی ﷺ جیسی عظیم شخصیت کے بارے میں تفصیل جاننا چاہتے ہیں۔ انہیں کے کسی رائٹر کا کہنا ہے کہ: ''آج روئے زمین پر کوئی جگہ ایسی نہیں جہاں اسلام کا پیغام نہ پہونچا ہو، یہ وہ واحد دین ہے جسے قبول کرنے والوں کی تعداد دیگر ادیان کے مقابل کافی زیادہ ہے''۔

یہ بات نبی ﷺ کی درج ذیل حدیث کے مصداق بھی ہے کہ:

''لَيَبْلُغَنَّ هذا الأمرُ مَا بَلَغَ اللَّيْلُ والنَّهارُ، ولاَ يَتْرُكُ اللهُ بَيْتَ مَدَرٍ ولا وَبَرٍ إلا أَدْخلَهُ اللهُ هٰذا الدِّينَ، بِعِزِّ عَزِيْزٍ أَوْ بِذُلِّ ذَلِيلٍ، عِزاً يُعِزُّ اللهُ بِهٖ الإسْلَامَ، وَذُلاً يُذِلُّ اللهُ بِهٖ الْكُفْرَ''[①]۔

① مسند أحمد: ۱۶۹۵۷، مزید دیکھئے: السلسلۃ الصحیحۃ: ۳۔

یہ دین ہر اس جگہ تک پہنچ کر رہے گا جہاں دن اور رات کا چکر چلتا ہے اور اللہ کوئی کچا پکا گھر ایسا نہیں چھوڑے گا جہاں اس دین کو داخل نہ کر دے، خواہ اسے عزت کے ساتھ قبول کر لیا جائے یا اسے رد کر کے (دنیا و آخرت کی) ذلت قبول کر لی جائے؛ عزت وہ ہوگی جو اللہ اسلام کے ذریعے عطا کرے گا اور ذلت وہ ہوگی جس سے اللہ کفر کو ذلیل کر دے گا۔

خیر کا ایک پہلو یہ بھی ہے:

مسلمان اس طرح کے حادثہ میں بھی خیر کا پہلو نکال کر خوش ہوتے ہیں جیسے ہمارے اسلاف دشمنوں پر فتح حاصل کر کے خوش ہوتے تھے، جی ہاں! مسلمان دشمنوں کی طرف سے نبی ﷺ کی شان میں بے ادبی کو ایک ناحیہ سے خوش آئند سمجھتے ہیں، کیونکہ اس طرح دین اسلام مزید غالب ہوتا ہے، نبی ﷺ کی سنت کی طرف لوگوں کی توجہ اور عنایت بڑھ جاتی ہے، آپ ﷺ کے حقوق کی معرفت میں مزید اضافہ ہوجاتا ہے، عبادات واخلاق اور معاملات میں آپ ﷺ کے اسوۂ حسنہ کے متعلق تعلیم وتعلم کا ماحول بنتا ہے، اور ساتھ ہی مسلمانوں کے لئے اس بات کی بھی بشارت ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے گستاخ کو ہلاک کر کے، اور اس سے زمین کو پاک کر کے ضرور انتقام لے گا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿فَعَسَىٰٓ أَن تَكۡرَهُوا۟ شَيۡـًٔا وَيَجۡعَلَ ٱللَّهُ فِيهِ خَيۡرًا كَثِيرًا﴾ [النساء:۱۹] بہت ممکن ہے کہ تم کسی چیز کو برا جانو، اور اللہ تعالیٰ اس میں بہت ہی بھلائی کر دے۔

دوسری بات : مذکورہ حادثہ ہمیں اسلام کے ایک عظیم اور بنیادی اصول سے آگاہ کرتا ہے، وہ یہ ہے کہ بسا اوقات مسلمان ولاء و براء کے معاملہ میں غفلت وتفریط کا شکار ہو جاتے ہیں، حالانکہ انہیں یہ فریضہ قطعاً نہیں بھولنا چاہئے، دوستی: اللہ، اس کے رسول، اور مومنوں سے ہو، اور بیزاری: کفر اور اہل کفر سے ہو۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿إِنَّمَا وَلِيُّكُمُ اللَّهُ وَرَسُولُهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا الَّذِينَ يُقِيمُونَ الصَّلَاةَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَهُمْ رَاكِعُونَ ۝ وَمَن يَتَوَلَّ اللَّهَ وَرَسُولَهُ وَالَّذِينَ آمَنُوا فَإِنَّ حِزْبَ اللَّهِ هُمُ الْغَالِبُونَ﴾ [المائدۃ: ۵۵،۵۶] (مسلمانو)! تمہارا دوست خود اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور ایمان والے ہیں جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں اور زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور وہ رکوع (خشوع وخضوع) کرنے والے ہیں، اور جو شخص اللہ تعالیٰ سے اور اس کے رسول سے اور مسلمانوں سے دوستی کرے، وہ یقین مانے کہ اللہ تعالیٰ کی جماعت ہی غالب رہے گی۔

نیز فرمایا: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَتَّخِذُوا الْيَهُودَ وَالنَّصَارَىٰ أَوْلِيَاءَ ۘ بَعْضُهُمْ أَوْلِيَاءُ بَعْضٍ ۚ وَمَن يَتَوَلَّهُم مِّنكُمْ فَإِنَّهُ مِنْهُمْ ۗ إِنَّ اللَّهَ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الظَّالِمِينَ﴾ [المائدۃ: ۵۱] اے ایمان والو! تم یہود ونصاریٰ کو دوست نہ بناؤ یہ تو آپس میں ہی ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو بھی ان میں کسی سے دوستی کرے وہ بے شک انہی میں سے ہے، ظالموں کو اللہ تعالیٰ ہر گز راہ راست نہیں دکھاتا۔

لہٰذا اللہ کے دشمنوں سے براءت ہر چیز میں لازم ہے؛ یعنی عقائد واشخاص، اعیاد واخلاق اور ان کے مخصوص عادات واطوار سب سے براءت لازم ہے۔

رسول اکرم ﷺ کا ارشاد ہے:

"أَوْثَقُ عُرَى الإِيْمَانِ: اَلْمُوَالاةُ فِي اللّٰهِ وَالْمُعَادَاةُ فِي اللّٰهِ وَالْحُبُّ فِي اللّٰهِ والبُغْضُ فِي اللّٰهِ" ایمان کا سب سے مضبوط کڑا یہ ہے کہ اللہ کے لئے دوستی کی جائے اور اللہ کے لئے دشمنی کی جائے اور اللہ ہی کے لئے محبت ونفرت رکھی جائے[1]۔

تیسری بات: امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں:

"إِنّ تَطْهِيْرَ الأَرْضِ مِنْ إِظْهَارِ سَبِّ رَسُولِ اللّٰهِ - ﷺ - وَاجِبٌ حَسْبَ الإِمْكَانِ؛ لِأَنَّهُ مِنْ تَمَامِ ظُهُورِ الدِّيْنِ وَعُلُوِّ كَلِمَةِ اللّٰهِ"[2]۔

یقیناً زمین کو رسول اللہ ﷺ کی گستاخی کے اظہار سے پاک کرنا حتی الامکان واجب ہے، کیونکہ اسی صورت میں ہی اللہ کے دین کو ظہور وغلبہ نصیب ہوگا اور اللہ کے کلمہ کی سربلندی پائے تکمیل کو پہونچے گی"۔

"حسب امکان واجب ہے" کہنے کا مطلب یہ ہے کہ اس واجب کی ادائیگی، اور اس جیسے عظیم منکر کے انکار میں بھی ہمیں شرعی اصولوں کی رعایت ضروری ہے،

---

① المعجم الکبیر للطبرانی: ۱۱۵۳۷، علامہ البانی نے اسے الصحیحۃ (۹۹۸) میں حسن قرار دیا ہے۔

② الصارم المسلول علی شاتم الرسول لابن تیمیہ: ۲/۵۳۹۔

لہذا شرعی حدود سے باہر نکل کر منکر کا ازالہ نہیں کیا جائے گا، اگر چہ وہ منکر کتنا ہی بڑا کیوں نہ ہو۔

مسلمانوں کی ذمہ داری - بالخصوص اس حادثہ میں - یہ ہے کہ وہ عالمی پیمانے پر مختلف زبانوں میں ایسی معتبر کتابوں کو عام کریں جو نبی ﷺ کے بعثت کی فضیلت اور آپ کی سیرت کو واضح کرتی ہوں، اور ساتھ ہی ساتھ آپ ﷺ کی شان میں گستاخی کے خطرناک انجام کو بھی بیان کرتی ہوں۔

اس موقع کو ہمیں غنیمت سمجھ کر مسلمانوں کے مابین رسول اللہ ﷺ کی سنت اور اس کے فوائد وثمرات کو عام کرنا چاہیئے۔

اسی طرح خود کو بھی خصوصی طور پر کتب سیرت کے مطالعہ سے جوڑیں اور بچوں کو بھی اس کی تعلیم دیں، ایسے ہی بعض ان مسلمانوں کو - اللہ انہیں ہدایت نصیب فرمائے - جو سنت رسول ﷺ کا مزاق اڑاتے ہیں، یا آپ کے سچے پیروکاروں کو کٹر پنتھی اور متشدد وغیرہ جیسے اوصاف سے متصف کرتے ہیں، اس موقع پر انہیں بھی خصوصی توجہ دے کر سمجھانے کی ضرورت ہے۔

اور اسی طرح لوگوں کو بالعموم اور نئی نسل کو بالخصوص مسلمانوں پر کفار کے خطرات سے آگاہ کرنا ضروری ہے اور ساتھ ہی ان کے دلوں میں اللہ اور اس کے رسول کے مطابق ولاء وبراء کا بیج بونا بھی ضروری ہے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُونُوا أَنصَارَ اللَّهِ﴾

[الصف: ۱۴] اے ایمان والو! تم اللہ تعالیٰ کے مددگار بن جاؤ۔

نیز اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿وَلَيَنصُرَنَّ اللَّهُ مَن يَنصُرُهُ﴾ [الحج: ۴۰] جو اللہ کی مدد کرے گا اللہ بھی ضرور اس کی مدد کرے گا۔

ایک اور جگہ فرمایا: ﴿إِنَّا لَنَنصُرُ رُسُلَنَا وَالَّذِينَ آمَنُوا فِي الْحَيَاةِ الدُّنْيَا وَيَوْمَ يَقُومُ الْأَشْهَادُ﴾ [غافر: ۵۱] یقیناً ہم اپنے رسولوں کی اور ایمان والوں کی مدد زندگانی دنیا میں بھی کریں گے اور اس دن بھی جب گواہی دینے والے کھڑے ہوں گے۔

معلوم ہوا کہ نصرت وغلبہ کا دار و مدار متابعتِ رسول ﷺ ہے، وہ بھی ایسی متابعت جو ہر طرح کے مزاحمت ومخالفت سے پاک ہو[1]۔

شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ کہتے ہیں:

"اگر اللہ کے بندوں کے لئے گستاخ رسول پر شرعی حد نافذ کرنا ممکن نہ ہو سکے، تو انہیں یہ یاد رہنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ اپنے رسول کے گستاخ سے ضرور انتقام لے گا، اپنے دین کو غالب کرے گا، اور جھوٹے شخص کے جھوٹ کو ظاہر کر دے گا۔

اس کی تائید اُس واقعہ سے بھی ہوتی ہے جسے بہت سے عادل، ثقہ اور اہل علم فقہاء نے بیان کیا ہے اور اسے بارہا آزما بھی چکے ہیں، وہ واقعہ یہ ہے کہ جب مسلمانوں نے شامی ساحل کے بہت سے قلعوں اور شہروں پر حملہ کر کے رومی نصرانیوں کا محاصرہ کرلیا، تو اس وقت کے مسلمانوں کا بیان ہے کہ ہم کسی قلعہ یا شہر کا ایک مہینہ یا اس سے زیادہ عرصہ تک محاصرہ جاری رکھتے مگر قلعہ فتح نہ ہوتا

---

① الجواب الصحیح لابن تیمیہ: ۶/ ۴۱۶۔

اور ہم قریب قریب ناامید ہوجاتے، کہ اسی دوران جب قلعہ والے رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دینا شروع کرتے تو قلعے کا فتح کرنا ہمارے لئے آسان ہوجاتا اور ہم ایک دو دن میں ہی اس کو فتح کرلیتے، پھر اس پورے علاقے کو یک بارگی فتح کرلیتے اور وہاں گھمسان کی جنگ چھڑ جاتی۔

وہ کہتے ہیں کہ جب ہم سنتے کہ انہوں نے رسول کریم ﷺ کی توہین کا آغاز کردیا ہے تو آپس میں ہم ایک دوسرے کو فتح کی بشارت دینے لگتے، حالانکہ ان کی طرف سے رسول ﷺ کی شان میں کی جانے والی گستاخی کی وجہ سے ہمارے دل غیظ وغضب سے بھرے ہوئے ہوتے تھے“①۔

چوتھی بات : نبی ﷺ کی شان میں گستاخی کرنے والے ملک کے متعلق بائیکاٹ کی دعوت کا حق ولی امر (حاکم وقت) کو ہے، وہی مصلحت کو بخوبی سمجھ کر مناسب اقدام کا حق رکھتا ہے، کیونکہ مسائل پر جتنی گہری نظر اور کامل ادراک اسے حاصل ہے، اس کے مقابل عام لوگوں کو عشر عشیر یعنی معمولی ادراک بھی حاصل نہیں۔ اور ولی امر ہی بائیکاٹ سے مرتب ہونے والے مصالح ومفاسد کی صحیح تعیین کرسکتا ہے۔ لہذا صحیح معنوں میں وہی بائیکاٹ کے پہلو طے کرنے کا حق رکھتا ہے، خواہ وہ بائیکاٹ جزوی -بعض سامانوں تک ہو- یا کلی -تمام سامانوں میں-، جس کی بنیاد پر گستاخی کرنے والے ملک کو نقصان پہونچے۔

اس ضابطہ بندی سے بدنظمی کا سد باب کیا جاسکتا ہے، اور بے لگام جذبات کو لگام

① الصارم المسلول علی شاتم الرسول لابن تیمیہ: ۲/ ۲۳۴۔

لگایا جاسکتا ہے۔مذکورہ ضابطہ بندی اور اس کی پاسداری کی وجہ سے کسی مسلمان کے عقیدہ پر طعن کرنا اور نبی ﷺ سے عدم محبت کا اتہام لگانا جائز نہیں، اور نہ ہی عدم بائیکاٹ کی بنیاد پر نبی ﷺ کے تئیں بے غیرتی کا ٹھپہ لگانا صحیح ہے۔

رسول اللہ ﷺ کی سیرت پاک پر نظر رکھنے والے سے یہ بات مخفی نہیں کہ آپ ﷺ نے یہود کے ساتھ آخری عہد تک معاملات جاری رکھا، حالانکہ انہوں نے آپ ﷺ کے کھانے میں زہر دینے کی کوشش کی، آپ کے دین کے خلاف محاذ آرائی کی، اور آپ کے قتل کی سازشیں بھی رچی، اس کے باوجود نبی ﷺ کا معاملہ یہ تھا کہ آپ کی وفات ہوتی ہے تو ایک یہودی کے یہاں تیس صاع جو کے عوض آپ کی زرہ رہن پر رکھی ہوتی ہے[1]۔

لہذا ان معاملات میں جذبات سے کام لینے کے بجائے سوجھ بوجھ اور عقل کی ضرورت ہے، اہل حل وعقد سے رجوع کی ضروت ہے۔

خاتمہ:

اخیر میں ہر محب رسول شخص، اور ایمان سے لبریز دل رکھنے والوں سے درخواست ہے کہ وہ اپنے نبی اکرم محمد ﷺ کی فضیلت کو پہچانیں، اور کما حقہ آپ کے حقوق کو-آپ پر کامل ایمان اور اتباع کے ذریعہ- ضرور بجالانے کی سعی کریں، آپ ﷺ کی نصرت وتائید اور دفاع کریں، اور آپ ﷺ کی سنت کے خلاف دست درازی کرنے والوں اور مزاق اڑانے والوں کا

① صحیح البخاری: ۲۹۱۶۔

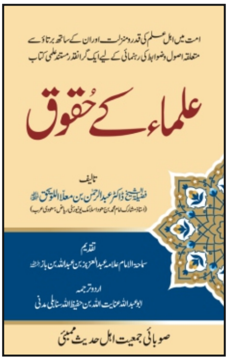
حتی الامکان جواب دیں، آپ ﷺ کی عزت وتوقیر اور حد درجہ ادب واحترام بجالائیں، اور بلاکسی کمی وبیشی کے آپ کے اخلاق عالیہ سے خود کو آراستہ کریں، دراصل یہی حقیقی نصرت ہے، نعرے بازی، خروج ومظاہرات، اعلانِ اعتراضات، اورا ظہارِ احتجاجات وغیرہ یہ حقیقی نصرت نہیں، یہ تو سب وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ ھباء منثورا ہو جائیں گے، مٹ جائیں گے۔

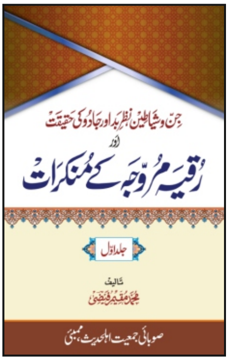
اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ﴿قُلْ إِن كُنتُمْ تُحِبُّونَ اللَّهَ فَاتَّبِعُونِي يُحْبِبْكُمُ اللَّهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوبَكُمْ﴾ [آل عمران: ۳۱] کہہ دیجئے! اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو، خود اللہ تعالیٰ تم سے محبت کرے گا اور تمہارے گناہ معاف فرمادے گا۔

نیز فرمایا: ﴿لَّقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللَّهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَن كَانَ يَرْجُو اللَّهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللَّهَ كَثِيرًا﴾ [الأحزاب: ۲۱] یقیناً تمہارے لئے رسول اللہ میں عمدہ نمونہ (موجود) ہے، ہر اس شخص کے لئے جو اللہ تعالیٰ کی اور قیامت کے دن کی توقع رکھتا ہے اور بکثرت اللہ تعالیٰ کی یاد کرتا ہے۔

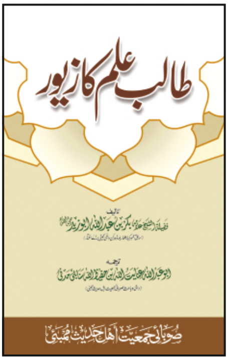
والحمدلله الذي بنعمته تتم الصالحات، وصلى الله وسلم على نبينا محمد وآله وصحبه أجمعين.

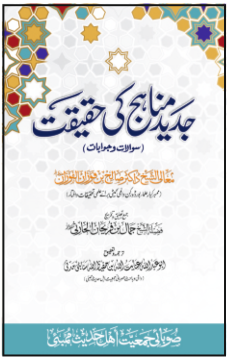
ہماری اہم مطبوعات



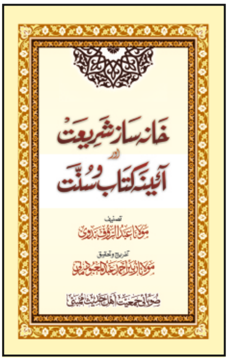


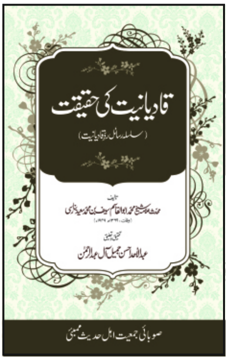














SUBAI JAMIAT AHLE HADEES, MUMBAI
14/15, Chuna Wala Compound, Opp. Best Bus Depot, L.B.S. Marg, Kurla (W), Mumbai - 400 070
● Phone : 022-26520077 ahlehadeesmumbai@gmail.com
@JamiatSubai subaijamiatahlehadeesmum SubaiJamiatAhleHadeesMumbai
www.ahlehadeesmumbai.com